آبادی اور ترقی

مولانا منیر احمد اظہر
مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد: فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فاوٰکم وایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبت لعلکم تشکرون۔ (الانفال:۲۶)

دنیا میں انسان کا وجود مختلف معاشروں کی صورت میں ہے، معاشرہ افراد کے مجموعہ کا نام ہے، افراد کی کثرت اور آبادی کی وسعت کسی معاشرے کے وجود، عظمت، اور اس کے فاتل ترین افراد کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک فطری امر ہے کہ آج تک تمام قومیں اپنے افراد کی عددی قوت کے اعتبار سے سربلند اور ترقی کے راستوں پر گامزن رہیں اور اپنے قبیلہ، قوم او معاشرہ کی کثرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سی قوموں نے دوسروں کو فتح کرلیا۔

دینی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اللہ رب العزت نے آبادی کی کثرت اور وسعت کو مسلمانوں پر بطور احسان و امتنان کے ذکر فرمایا ہے۔ شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو دعوت توحید پیش کرتے ہوئے انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فضل واحسان یاد دلاتے ہیں" **واذکروا اذ کنتم قلیلا فکثرکم"** (الاعراف:۸۶) اس وقت کو یاد کرو جب تم قلیل تھے اللہ نے تمہیں کثیر بنادیا۔

زکریا وابراہیم علیہم الصلاۃ والسلام اپنے اللہ کے سامنے دست بدعا ہیں کہ ہمیں نیک اولاد کی نعمت سے نواز جو ہمارے علمی اور دعوتی ترکہ کی وارث بن سکے۔ زمین پر جنس بشری کی بقاء اور اس کی تعمیر و اصلاح سے ہی اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مقصود کا تحقق ممکن ہوسکتا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں خلیفہ قرار دیا ہے۔ اس لئے ایک نسل کیلئے لازم ہے کہ اپنے بعد بہتر جانشین چھوڑ کر اس دار فانی سے کوچ کرے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے تقویٰ وعبادت کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا ہے" اے لوگو اپنے اس پروردگار سے ڈر جاؤ جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور دونوں سے بہت سے مرد اور عورتوں کو پھیلادیا" (النساء:۱)

ہمارا ایمان اور یقین کامل ہے کہ اس کائنات کا حقیقی مدبر، مفکر اور ہر چیز کا ایک مخصوص اندازہ رکھنے والی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے۔ ارشاد ہوتا ہے "بلاشبہ ہم نے ہر چیز کو ایک مخصوص اندازے سے پیدا کیا ہے" (الفجر:۴۹)۔ "ہر چیز کی اس کے ہاں مقدار مقرر ہے" (الرعد:۸)۔ "اور ہر چیز جو بھی زمین پر رینگتی ہے اس کا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے اور وہ ان کے ٹھہرنے کی جگہ اور آخری ٹھکانہ بھی اسے معلوم ہے" (ھود:۶)۔

اللہ تعالیٰ کے مقررہ اندازہ میں تبدیلی کی مذموم سعی وکوشش شیطان لعین کا وہ مکرِ عظیم اور سب سے بڑا حربہ ہے جس کا اعلان اس نے تخلیق آدم کے فورا بعد ہی خائب وخاسر اور راندہ درگاہ ہوتے ہوئے کیا تھا کہ یہ میرے ورغلانے اور گمراہ کرنے کا نتیجہ ہوگا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے کی کوشش کریں گے (النساء:۱۱۹) اس لئے آبادی کے انسانی محدود اندازے لگا کر ان کو اس میں بند کرنے کی کوشش کرنا فطرت انسانی کے خلاف ہے۔

ھادی کائنات اور رحمۃ للعالمین کا فرمان گرامی ہے "تم زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کرو، کیونکہ قیامت کے دن میں دوسرے انبیاء پر تمہاری کثرت تعداد پر فخر کا اظہار کرونگا (احمد، ابن حبان/انس)

انسان نے جب اس نظام فطرت کے خلاف بغاوت کی اور دنیا میں بزعم خوش وسائل کی تقسیم کا ٹھیکیدار بن بیٹھا تو اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توکل اس قدر کمزور ہوگیا کہ انسان قدیم جاہلیت سے بھی بدتر نظریات کا شکار ہوگیا اور اپنے ہاتھوں اپنی نسل کشی کی مہم پر چل نکلا اور ترقی کی بجائے پستی و انحطاط کی اتھاہ گہرائیوں میں جاڈوبا۔ اہل جاہلیت اسی طرح کے یا دیگر اسباب کی وجہ سے اپنی اولاد کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے۔ ارشاد ربانی ہے "تم اپنی اولاد کو بھوک اور فقر کے ڈر سے قتل نہ کرو تمہیں اور ان کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں یقیناً ان کا قتل بہت بڑی غلطی ہے" (الاسراء:۳۱)

اس حقیقت سے کوئی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا کہ کسی کام کو سرانجام دینے کیلئے جتنے ہاتھ

ہو گئے اسی قدر وسائل کو بروئے کار لایا جا سکے گا۔ ہمارے نزدیک ترقی کا انحصار اللہ تعالیٰ کی توفیق اور انعام کے بعد افرادی قوت اور وسائل کو استعمال میں لانے پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کو عموماً اور مسلم امہ کو خصوصاً بیش بہا خزانوں اور وسیع ذخائر سے مالا مال کر رکھا ہے اور پھر انسان کو ایسا شعور اور ادراک دیا ہے کہ وہ ان وسائل کو استعمال میں لانے کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے پر قادر ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آج کی دنیا ترقی کی جو منزلیں طے کر چکی ہے اور کر رہی ہے۔ ہوا تک کو مسخر کر لیا گیا، مہینوں، کا کام گھنٹوں اور منٹوں میں ہونے لگا ہے، ایسی ایسی ایجادات ظہور میں آئیں کہ عقل انسانی دنگ رہ گئی جن کا تصور بھی چند سو سال پہلے انسان کے ہاں نہ تھا۔

ہزار ہا برس قبل مسیح سے آدمی اپنے چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا سے بھاپ نکلتی دیکھ رہا تھا لیکن مسیح کے سترہ سو برس بعد تک بھی کسی کو یہ اندازہ نہ تھا کہ اٹھارہویں صدی کے آخر میں یہی بھاپ رزق کے کتنے دروازے کھولنے والی ہے۔ سمیری تہذیب کے زمانے سے آدمی جلانے کے روغن اور اس کی آتش پذیری سے واقف تھا، مگر انیسویں صدی کے نصف آخر تک بھی کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ عنقریب زمین کے پیٹ سے پیٹرول کے چشمے ابلنے والے ہیں اور اس کے ساتھ ہی موٹروں اور ہوائی جہازوں کی صنعت ابھر کر معیشت کی ایک دنیا برپا کر دینے والی ہے۔ نامعلوم زمانے سے انسان رگڑ سے شرارے پیدا کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا لیکن بجلی کا راز ہزاروں برس بعد جا کر تاریخ کے ایک خاص مرحلے میں اس پر کھلا اور طاقت کا بالکل نیا خزانہ اس کے ہاتھ آ گیا جس سے آج انسانی معیشت میں وہ کام لئے جا رہے ہیں جن کا اب سے ڈیڑھ، دو سو سال پہلے کوئی بندہ خدا تصور تک نہ کر سکتا تھا پھر یہ جوہر فرد (Atom) جس کے قابل تجزیہ ہونے اور نہ ہونے کی بحث ولادت مسیح سے بھی سالہا سال پہلے سے فلسفیوں کے مدارس میں ہو رہی تھی۔ اس کے خول سے برآمد ہوگا جس کے سامنے انسان کے سارے معلوم وسائل قوت ہیچ ہو کر رہ جائیں گے۔ یہ وہ تغیرات ہیں جو انسانی معیشت اور اس کے وسائل میں پچھلے دو سو برس کے اندر رونما ہوئے ہیں اور وسائل حیات میں وہ اضافہ ہوا ہے کہ جس کا خواب بھی اٹھارہویں صدی میں نہ دیکھا جا سکتا تھا۔

اور خالق کائنات کا وعدہ ہے کہ وہ تمہارے لئے ایسی ایسی چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے جس کا تمہیں شعور اور علم نہیں (النحل:۷)۔ اور یہ حقیقت ہے کہ معلوم نہیں آج کے چند برس بعد تک انسان مالک حقیقی کے عطا کردہ شعور اور صلاحیت کے ساتھ کن کن بلندیوں تک پہنچنے والا ہے۔ اگر ان وسائل کو بروئے کار لانے کیلئے افراد کی کثرت درکار نہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ امریکہ و برطانیہ کیا موجودہ ترقی کی معراج تک لاکھوں مزدوروں کی محنت اور مشقت کے بغیر ہی پہنچ گئے جنہوں نے بیشمار افراد کو اپنے ملکوں میں درآمد کر کے اپنی صنعتی، زرعی اور عالمی سیاسی ضرورتوں کو پورا کیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ زمین کے خزانے اب بھی بہت زیادہ ہیں اللہ تعالیٰ اپنے محکم نظام کے تحت آبادی میں اضافے کے ساتھ ساتھ وسائل کے خزانے حضرت انسان پر کھولتے جاتے ہیں آج بھی اصل مسئلہ بڑھتی ہوئی آبادی نہیں بلکہ وسائل کی تلاش، ان کو کام میں لانا اور پھر بنی نوع انسان میں ان کی منصفانہ تقسیم ہے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی ہے

لیکن ہم نے ان وسائل پر توجہ مرکوز کرنے اور تسخیر کائنات کی بجائے الٹا سفر شروع کر دیا ہے۔ پاکستان جو کہ ایک زرعی ملک ہے کا کتنا رقبہ زیر کاشت ہے اور کتنا آج بھی آبادی کا منتظر ہے۔ ہماری زمین میں کیا کیا خزانے پنہاں ہیں لیکن ہم ان کے صحیح استعمال سے بے بہرہ ہیں۔ معاشی وسائل کی قلت اور ملکی پیداوار آبادی کی روز افزوں ضرورتوں کیلئے ناکافی ہونے کا نظریہ ایک فرضی اور غیر واقعی تجزیہ ہے ذیل کے اعداد و شمار میں افسانے کے طلسم کو اچھی طرح چاک کر دیتے ہیں۔ نصف صدی یا اس سے زائد عرصہ میں فی کس قومی پیداوار میں ہونے والے اضافہ کا تجزیہ 1938 میں کچھ یوں تھا۔

انگلستان	231%
امریکہ	381%
فرانس	135%
سویڈن	661%

اور رفتار پیداوار میں سالانہ اضافہ

انگلستان	2.9%
امریکہ	4.8%
فرانس	1.5%
سویڈن	8.5%

جبکہ آبادی کی گنجانی (Density) کے اعتبار سے مختلف ملکوں کی تجزیاتی رپورٹوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ترقی کا کتنا میدان خالی ہے اور ترقی اور آبادی کے کتنے امکانات ہیں بلکہ افریقہ اور آسٹریلیا میں تو آبادی کی قلت کی وجہ سے معاشی ترقی رکی ہوئی ہے اس کے علاوہ زمینوں، و ریگستانوں اور دلدل زدہ علاقوں کا اتنا بڑا حصہ خالی ہے کہ سائنس کی قوتوں سے کام لیکر اسے قابل استعمال بنایا جا سکتا ہے۔

اس کے برعکس ضبط ولادت کی وبا جسے اب خاندانی منصوبہ بندی کا نام دیا گیا ہے۔ نام نہاد ترقی یافتہ ممالک میں مہلک اثرات و مضمرات مرتب کرنے کے بعد تیسری دنیا کے ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں ان غلط اخلاقی و تمدنی نظریات کا عبرتناک انجام دیکھنے اور ان ہی ممالک کے دانشوروں کے اعتراف شکست کے باوجود تیسری دنیا کے مغربی تہذیب کے سحر میں جکڑے ناعاقبت اندیش لوگ حقیقت سے آنکھیں چرا کر انہی نظریات کا پرچار کررہے ہیں۔ تجربہ کی کسوٹی جن کی چمکدار کھوٹ کا راز کبھی کا فاش کرچکی ہے۔

مصور پاکستان اقبال ساری زندگی اسی ذہنیت کی مخالفت کرتے رہے وہ افسوس کے ساتھ کہتے ہیں:

کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو

ہمارے انہی بہی خواہوں نے ترقی کا تصور مغربیت سے مرعوب ہوکر صرف معاشی ترقی تک محدود کردیا ہے حالانکہ ترقی ایک ہمہ جہت اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں بہتری کی تحریک ہے۔ مادیت پرست لوگوں کے پروردہ یا خوردہ لوگوں نے ترقی کے نام پر اخلاقیات، مشرقی اور اسلامی روایات اور ایک اسلامی معاشرہ کے قابل فخر اوصاف کا قتل عام کیا ہے۔

جبکہ مغرب کے غیر جانبدار تجزیہ نگاروں نے خود یہ ثابت کردیا ہے کہ منصوبہ بندی یا آبادی میں کمی قطعاً وسائل کا حل نہیں ہے جن سے آج کی دنیا دوچار ہے۔

مشہور مغربی مفکر پروفیسر کولن کلارک کثیر الاولاد خاندانوں اور مختصر خاندانوں کے نشوونما ارتقاء اور ذرائع معاش کا مطالعہ کرنے کے بعد فیصلہ سناتا ہے کہ کثیر الاولاد خاندانوں کے بچے مختصر خاندانوں والے بچوں کے مقابلے میں آخرکار زندگی کے میدان میں کہیں زیادہ کامیاب رہے۔ (روزنامہ ٹائمز لندن: 15 مارچ 1959)

کولن کلارک ایک دوسری جگہ لکھتا ہے:

جدید معاشرہ میں بیشتر صنعتیں غالباً اضافہ آبادی سے ہی مستفید ہوں گی، حقیقت یہ ہے کہ موجودہ معاشی ادارے کچھ اس طرح کام کررہے ہیں کہ اگر آبادی میں اضافہ ہو اور مارکیٹ کا سائز بڑھ جائے تو تنظیم کچھ زیادہ کفایت شعار نہ ہوجائے گی اور فی کس پیداوار بڑھ جائے گی، کم نہیں ہوگی، اگر شمالی امریکہ اور مغربی یورپ کی کثیر اور گنجان آبادی نہ ہوتی تو جدید صنعتوں کا ایک بڑا حصہ سخت مشکلات سے دوچار ہوتا اور مصارف پیداوار بہت بڑھ جاتے۔ بلکہ یہ بھی محل نظر ہے کہ ان حالات میں یہ صنعتیں وجود میں بھی آتیں"۔
(Internationl Labour Review: Aug. 1952)

ضبط ولادت یا کنٹرول آبادی کے نقصانات کی یہ تفصیل جو سراسر حقائق پر مشتمل ہے اس آیت پاک کی ایک جزوی تفسیر ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

"وہ لوگ خسارے میں پڑ گئے جنہوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے بغیر سمجھے بوجھے ہلاک کردیا اور اپنے اوپر نعمت کو حرام کیا"۔

اگر آبادی پر کنٹرول کا مغربی موقف درست تھا تو سوال یہ ہے کہ اس وقت ان کے دشمنوں اور سپرپاوروں روس اور چین وغیرہ نے کیا اس کو اپنایا؟ اربوں، کھربوں کے وسائل جو اندھا دھند آبادی کو کم کرنے کے لئے جھونک دئے گئے ان کے نتائج کس قدر حاصل ہوئے؟ حصول نتائج کے ساتھ ساتھ کیسے کیسے نقصان برداشت کرنا پڑے؟ اگر انسانیت کے یہ خیرخواہ جو خود پیدا ہونے کے بعد دوسروں سے حق زندگی بھی سلب کرنا چاہتے ہیں اگر واقعی مخلص ہوتے تو ان بے شمار وسائل کو انسانیت کی فلاح و بہبود اور غربت کے خاتمے پر خرچ کرتے۔

پھر مغرب کی یہ پالیسی ہمیشہ دوغلے پن کا شکار رہی، براعظم افریقہ کے بہت سے ممالک میں عیسائیت کی آبادی بڑھانے کیلئے پوپ اعظم نے بنفس نفیس آبادی میں اضافے کی مہم چلائی۔ کینیڈا اور دوسرے بہت سے ممالک جو آبادی میں کمی کا شکار ہیں مختلف تحریصات اور سہولتوں کا لالچ دے کر ایک بہت بڑی افرادی قوت کو درآمد کررہے ہیں اور سالوں سے مسلسل یہ مہم جاری ہے اس کے ساتھ ساتھ فرانس، شکاگو، اور دوسرے بہت سے ممالک اپنی آبادی کو بڑھانے کے منصوبوں کا اعلان کرچکے ہیں۔

اس لئے حضرات: ضرورت افرادی قوت کو باصلاحیت بنانے، سنوارنے اور وسائل کی کھوج لگا کر ان کو صحیح استعمال میں لانے کی ہے اور ترقی و عروج کا راز اسی میں مضمر ہے۔ شیکسپئر کہتا ہے:

"خرابی زمین و آسمان میں نہیں خود ہم میں ہے اور ہمیں خود اپنی آنکھ کے شہتیر کی طرف توجہ کرنی چاہئے"۔

آخر میں اس امید کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ مسلم امہ اپنے وسائل کو بروئے کار لاکر افرادی قوت میں اضافہ کرکے اپنی خود کا تحفظ کرتے ہوئے ہی ترقی کرے گی جسمیں اصل اعتماد اور بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔ بقول شاعر

نہ شاخ گل ہی اونچی ہے نہ دیوار چمن اے بلبل
تیری ہمت کی کوتاہی تیرے مقدر کی پستی ہے